دعوات عبدیت حق

درس قرآن مجید

از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ

(ضبط و ترتیب ادارہ الحق)

روحانی اور جسمانی مضرتوں کا شرعی علاج

۲۱ مئی بروز منگل مسجد دولت خیل تنگی تحصیل چارسدہ میں درس و ترجمہ قرآن کی اختتامی تقریب میں حضرت شیخ الحدیث صاحب نے آخری دو سورتوں کا درس دیا جسے اس وقت بعض حضرات نے نوٹ کر لیا۔ الحق میں پیش خدمت قارئین ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — (سورۃ فلق اور سورۃ والناس کی تلاوت کے بعد فرمایا) بحمداللہ آپ حضرات نے کتاب اللہ کو پڑھا، قرآن کریم جو تخم ایمان اور دلوں کی روح ہے، اس سے حقیقی اور پاکیزہ زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کی حفاظت کے لئے خداوند کریم نے قرآن مجید کے آخر میں یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ یاد رکھیں تکلیفیں اور مضرتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ۱۔ جسمانی ۲۔ روحانی — جسمانی تکالیف انسان کو ہزاروں طریقوں سے پہنچتی ہیں۔ درندوں سے بہائم سے زہریلے نباتات اور سانپ، بچھو وغیرہ سے اسی طرح انسانوں میں دشمنوں سے اور کافروں سے تکالیف پہنچا کرتی ہیں۔ اگر ان تمام مضر اشیاء کی ایذا رسانی سے جسم محفوظ ہو تو عبادت کی جا سکے گی، جہاد میں اسے خرچ کیا جا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور سنت کی پیروی اس سے کرائی جا سکے گی۔ غرض جسمانی اذیت کی وجہ سے انسان کئی اعمالِ خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورت فلق (جو معوذتین میں پہلا ہے۔) میں جسمانی مضرتوں سے بچاؤ اور اس کے علاج کا طریقہ بتلا دیا۔

ابلیس مومن کی روح کا دشمن ہے

دوسری قسم تکالیف روحانی ہیں جو ابلیس اور اس کے لشکر کے ذریعہ انسان اور خاص کر مسلمان کو پہنچتی ہیں۔ شیطان ہر مسلمان اور قرآن کی تلاوت کرنے والے شخص کا بدترین دشمن ہے۔ بعض دشمن سامنے اگر حملہ کرتے ہیں، مال چھینتے ہیں۔ بعض لباس کے لینے والے ہوتے ہیں، بعض ہاتھ پاؤں زخمی

کرسکتے ہیں۔ یہ بھی طریقہ اذیت دینے کا ہے۔ اور بعض جسم کو قتل وقتال کے ذریعہ ختم کر دیتے ہیں۔ جو پہلے سے بدتر دشمن ہے۔ اگر مال و لباس نہ ہو بدن باقی ہو تو ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر بدن زندہ نہ ہو تو مال اور لباس بے کار ہے۔ بدن ہو تو اس سے فائدہ لیا جائے گا ورنہ نہیں۔ تو لباس بغیر جسم کے بے کار ہے۔ اور جسم بغیر روح کے بے فائدہ ہے۔ پس جسم کا دشمن توابع کے دشمن سے زیادہ مضر ہوا جسم کا قتل کرنے والا بھی اتنی اذیت نہیں دے سکتا، جتنا ایمان اور قرآن کا دشمن نقصان دیتا ہے۔ ایک شخص کافر کے ہاتھ یا ظالم کے ہاتھ قتل ہوا۔ بظاہر اس کا جسم روح سے تو جدا ہوا۔ مگر اس کی روح زندہ ہے۔ اسے شہادت کا مقام مل جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے شہید کی روح بدن سے جدا ہوتے ہی حوروں کی گود میں چلی جاتی ہے۔ عذاب قبر اور قبر کی ہولناکی سے بے غم ہو کر جنت پہنچتی ہے۔ دیگر مومنین کے ارواح علیین میں ہوتے ہیں۔ جہاں انہیں جنت کی روح اور ریح پہنچتی رہتی ہے۔ مگر شہید کی روح جنت میں سبز پرندوں کی پوٹلیوں میں پہنچ جاتی ہے۔ تو یہ قتل و ہلاکت جسم کے لئے بظاہر تکلیف ہے۔ مگر یہی چیز درحقیقت ترقی اور بقائے دائمی کا زینہ بنی اور ابلیس ایمان کا دشمن ہے۔ اور ایمان روح الروح (روح کی روح) ہے۔ اور جب ایمان چھن جائے تو روح مردہ ہو جاتی ہے۔ جسم کی زندگی روح سے ہے۔ مگر روح کی زندگی ایمان اور طاعت سے ہے۔ اور ایمان پر حملہ ابلیس دلوں میں وسوسے اور شبہات ڈال کر کرتا ہے۔ تاکہ روح کی زندگی ختم ہو جائے۔ تو کفار جسم کی زندگی کو ختم کرتے ہیں۔ جو منتج بقا ہو جاتا ہے۔ اور شیطان روح کی زندگی ختم کرتا ہے۔ جو مثمر ہلاکت ہے۔ روح الروح قرآن اور ایمان ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

یایہا الذین امنوا استجیبوا للہ والرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔	اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے۔
(پ ۹ سورہ انفال ع ۱۶)	

تو اصل زندگی روح کی ہے۔ جس کا مدار قرآن و حدیث اور اسلام و ایمان پر ہے۔ پس جس روح اور قلب میں ایمان ہے۔ وہ زندہ ہے۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ (تو اسکو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی۔ پارہ ۱۴ سورہ نحل ع ۱۸) دنیا میں قبر میں اور آخرت میں زندہ ہی زندہ ہے۔ مگر جب روح کی روح نہ ہو تو اُمُّہٗ ھاویۃ وما ادراک ما ھیہ نار حامیہ میں گر جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ اور دنیا میں اس کی زندگی تنگ ہوتی ہے۔

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ	اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى. ملی ہے۔ گذران تنگی کی اور لائیں گے ہم اس
(پ ۱۶ سورہ طٰہٰ ع ۱۵) کو قیامت کے دن اندھا۔

جس مرد و عورت کی روح وقلب میں ایمان نہیں قرآن کی روشنی نہیں وہ بظاہر زندہ مگر دراصل مردہ اور ابدی ہلاکت اور جہنم کا مستحق ہے۔ جو چیز دنیا سے ساتھ جانے والی ہے۔ وہ روح ہے۔ اور جو دشمن اسکو مارتا ہے۔ وہ بہت بڑی تباہی اور بربادی کا باعث بنتا ہے۔ روح کو تباہ کرنے والا اور اس سے ایمان چھیننے والا ابلیس ہے۔ اور شیطان روح سے ایمان نکالتا ہے۔ تو وساوس اور شبہات کے ذریعہ سے دلوں میں ڈال کر ایمان اور یقین محکم کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ ایمان عبارت ہے یقین محکم سے مثلاً اس وقت اگر دو ہزار افراد بھی دلائل پیش کریں کہ وقت عصر نہیں یا یہ مقام تنگی نہیں۔ تو آپ اسے بکواس سمجھیں گے۔ اور تمہارا یقین یہ ہوگا۔ کہ اب عصر کا وقت ہے۔ اور یہ شہر تنگی ہے یہ پختہ اور غیر متزلزل یقین ہے۔ جسے ایمان کہتے ہیں۔

دین کے بارہ میں ابلیس کی وساوس اندازی

شیطان اس ایمان بالقرآن کو جو روح کی حیات ہے۔ شبہات اور وساوس کے ذریعہ دلوں سے فنا کرتا ہے۔ وساوس ڈالنے کے مختلف شکل ہیں، کبھی دین کے مسائل اور مبادی کے بارہ میں یہ حربہ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ فلاں حکم اور مسئلہ قرآن یہ مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ مثلاً شیطان نے دل میں ڈال دیا۔ کہ قرآن سے ڈاڑھی کا ثبوت کہاں ہے؟ اور جب بظاہر نہ ملا تو کہا کہ یہ تو مولویوں کی اختراع ہے۔ وہ شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں تو اسلام کا پورا پابند ہوں۔ مگر جب قرآن میں یہ مسئلہ نہیں تو کیوں پابندی کروں۔ اسطرح ایمان کے ساتھ شبہات جمع ہوئے۔ اور جب ذرا بھی شک ہو تو ایمان ختم۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس بناء پر فرمایا کہ: الایمانُ لایزیدُ ولاینقصُ کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ غرض آج بھی شیطان کا انسانی لشکر اور ذریت یہی طریقے استعمال کرتی ہے۔

دین میں شبہات پیدا کرنے والے بعض آدم رُو ابلیس

جب قرآن کے علاوہ حدیث پیش کردو تو وساوس پیدا کرتے ہیں۔ کہ حدیث کس طرح ثابت ہوئی یہ تو عجمی سازش ہے۔ گویا شیطان ان کے ذریعہ انکار کا راستہ نکلواتا ہے۔ یا پھر تاویلات کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ کہ اس حکم کا قرآن وحدیث میں موجود ہونا تو صحیح ہے۔ مگر اب اس زمانہ میں وہ ضرورت نہیں رہی جسکی وجہ سے یہ حکم لازم کیا گیا تھا۔ مثلاً نماز تو غیر مہذب

لوگوں کو صفائی اور پاکیزگی کے لئے مقرر کی گئی اب لوگ صفائی پسند ہیں۔ زکوٰۃ بخل و کنجوسی کی عادت چھڑانے کے لئے اب لوگوں میں بخل نہیں رہا۔ حج بین الاقوامی کانفرنس کے لئے ہے۔ اب دیگر مقامات پر بڑی بڑی کانفرنس ہو سکتی ہیں۔ اور اس کی علت و غایت دوسری جگہ بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو ان خاص طریقوں کی کیا ضرورت؟ قرآن میں ہے کہ وحرّم الربٰو (اللہ نے سود حرام ٹھہرادیا) تو وساوس پیدا کئے جاتے ہیں کہ ربوا سے مراد مروجہ سود نہیں ہے۔ بنکوں کو یہ حرمت شامل نہیں۔ اقیموا الصلوٰۃ کو تو مانتے ہیں۔ مگر یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اس سے پانچ نماز مراد ہیں۔ غرض یہ سب شیطانی وساوس ہیں جو انسانوں کے ذریعہ بھی پیدا کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو علیم و حکیم ہیں۔ من الجنۃ والناس کہہ کر دونوں سے بندوں کو پناہ مانگنے کی تلقین کی آج لاکھوں روپے ریسرچ کے نام سے اسلامی مسائل و مبادی کی تحقیق کے نام پر خرچ کئے جارہے ہیں۔ جن تو خفیہ وار کرتے ہیں۔ مگر ان انسانوں کے ذریعہ جو حکومت کی سرپرستی اور گرانٹ سے یہ کام جاری ہے۔ اس ارشادِ خداوندی والناس میں داخل ہیں۔

دین میں تحریف

قرآن کریم کے الفاظ کو مان کر ان کے متفقہ معانی سے انکار بعینہٖ الفاظ سے انکار ہے۔ علل اور غایات کو ابدی مان کر مسائل و احکام کی تبدیلی کرنا تحریف اور قرآن ہی سے انکار ہے۔ تاویل بھی وہی صحیح ہوگی جس کی الفاظ سے مناسبت ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ پانی لے آؤ وہ کوزہ بھر کر لایا مگر اس کے سر پر دے مارا اور کہنے لگا کہ تم نے پانی لانے کا کہا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ سر سے پاؤں تک پانی پی لو اور بھیگ جاؤ۔ تو ہر شخص اس کی اس تاویل کو غلط کہے گا۔ آج قرآن و حدیث کے ساتھ یہی استہزا اور تمسخر ہو رہا ہے۔ اور لوگوں کو اتنی جراءت ہو گئی ہے کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کا صحیح مطلب وہی ہے۔ جو ان کی سمجھ میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال تو نعوذ باللہ صرف ڈاکیہ کی طرح تھی کہ قرآن ہم تک پہنچایا جو خدا کا خط ہے۔ اور اس خط کے مطالب کے ساتھ اسے کوئی غرض نہیں، اب مسلمان جانتے اور اس کا مطلب۔ اس شیطان وانس نے لوگوں کے اذہان میں یہ بیٹھایا کہ رسول تو ڈاکیہ ہے نعوذ باللہ اور تم ماشاء اللہ اتنے بڑے کہ خدا تمہارے نام خط بھیجتا ہے۔ حالانکہ عقائد و عبادات، اخلاق و کردار تہذیب و تمدن۔ ہمدردی اور شرافت ان سب چیزوں کی وضاحت اور بیان حضورؐ ہی کے ذمہ ہے۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔ (پارہ ۴) (اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر، جو بھیجا ان میں رسول۔ انہی میں کا پڑھتا ہے ان پر آیتیں اسکی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات۔) رسول کی

شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ آدم علیہ السلام جو نبی اوّل ہیں کے متعلق فرمایا: انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ تو رسول ڈاکیہ نہیں، خدا کا نائب ہے۔ سید الرسل کی شان خلافت کی ہے۔ اور وہ بھی سید الخلفاء کی۔ قرآن کے مطالب کو الفاظ سے جدا نہیں کیا جا سکتا قرآن کے الفاظ بھی توقیفی ہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اِلٰی یَومِنا ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ نے مستقل عملہ حفاظ اور قراء اس کی حفاظت پر لگایا ہے۔ یہ تلاوتِ آیات بھی حضورؐ کا فریضہ تھا۔ آج اسی طرح اس کی تلاوت کی جائے گی مثلاً موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو اردو اور فارسی کے تلفظ میں موسے اور عیسے نہیں پڑھا جا سکتا۔ تلاوتِ آیات جو حضورؐ کا پہلا فریضہ تھا، اس کا نتیجہ ہے۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے ایک لطیفہ لکھا ہے۔ کہ ریل کے فسٹ کلاس میں کہیں جا رہے تھے۔ اسی ڈبہ میں ایک اپ ٹو ڈیٹ بھی تھے جو ایم، اے وغیرہ تھے۔ اس نے حضرت تھانویؒ سے قرآن مجید لیکر پڑھنی چاہی، وہاں اتفاق سے الکٓر نکل آیا، اب جب وہ پڑھنے لگا تو بجائے الکٓر کے آلو پڑھا۔ غرض تلفظ آیات بھی توقیفی ہے نہ الر پڑھو گے نہ آلو۔

تلاوتِ آیات کے بعد دوسرا فریضہ حضورؐ کا تزکیۂ نفوس ہے۔ ویزکیھم دل پاک ہو گا۔ تو اچھے اخلاق پیدا ہوں گے، اخلاق پیدا ہوئے تو اچھے اعمال بھی صادر ہوں گے۔ اور اتنی تبدیلی آئے گی کہ تاریخ اس کا نمونہ پیش نہ کر سکے گی۔ جنگ یرموک میں حضرت ابوحذیفہؓ کے بھائی زخمی ہوئے بھائی کے لئے پانی لایا ساتھ پڑے ہوئے دوسرے زخمی نے العطش العطش (پیاس لگی ہے) پکارا جان بلب زخمی نے خود پینے سے انکار کر دیا اور کہا پہلے ان کو دو، وہاں پہنچے تو تیسرے زخمی کی صدا آئی تو دوسرے نے بھی ایثار کرتے ہوئے خود پینے سے انکار کر دیا۔ جب وہاں پانی لے کر پہنچے تو ان کا انتقال ہوا تھا۔ اسی طرح دوسرے کو آئے تیسرے کو پانی پیش کر دیا مگر سب اپنے مولیٰ سے جا ملے تھے۔ کیا اس کی نظیر تاریخ پیش کر سکتی ہے۔ یہ حضورؐ کے تزکیہ امت کی مثال ہے۔ ان کی مجلس مبارکہ صحبت اور تعلیم کی یہ تاثیر ہے۔ لوگوں سے شرک اور خود غرضی نکل گئی اور ہمدردی خلق ایثار اور مخلوق کی وقعت اور ادائے حقوق کا احساس پیدا ہوا۔ ویعلمھم الکتاب حضورؐ کا تیسرا فریضہ تعلیم کتاب ہے۔ ہر مسئلہ اور حکم کے اسرار و حکم اور رموز و آداب بتلائے۔ مگر اب شیطان ان سب چیزوں سے امت کو الگ کرنا چاہتا ہے۔ خواہ الفاظ قرآن ہوں یا احکام یا تعلیمات کتاب و سنت یہ تحریک بھی منظم طریقے سے شروع ہے کہ قرآن کی تلاوت اور مطالعہ اردو ہی میں ہونا چاہیے۔ اللہ اکبر۔ کہنے کی کیا بات ہے۔ خدا بزرگ ہے۔ کافی ہے اور مقصد اس تحریک کا یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور آیات سے لوگوں کا تعلق کٹ جائے۔ اور خدا نخواستہ اس کا حال بھی دیگر

کتبِ سماویہ انجیل، تورات وغیرہ کی طرح ہو۔ حالانکہ اس چیز نے ان کتابوں کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ خود عیسائی علماء کو اعتراف ہے کہ ۳۵ ہزار جگہ انجیل میں تحریف کی گئی ہے۔ سینکڑوں نسخوں کو میز پہ رکھ کر اسے ہلایا گیا اور جو چار نسخے گرنے سے بچ گئے انہیں چار انجیلوں کی صورت میں باقی رکھا گیا۔ جس کتاب کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہو اس کی صحت اور اعتماد کا کیا حال ہوگا۔ جب ان کتابوں کا اصل نسخہ موجود نہ رہا تو جس کے جی میں جو کچھ آیا تمام خواہشات اور شہوات کو اس کی طرف منسوب کر دیا۔ ادہر قرآن مجید کا یہ عالم ہے۔ کہ کافی عرصہ قبل اعداد و شمار کے مطابق اس کی آیات اور الفاظ کے ۱۴ لاکھ حافظ دنیا میں موجود تھے۔ امید ہے اب تو یہ تعداد اور بھی بڑھ گئی ہے۔ جب تک قرآن کے الفاظ اور عبارت محفوظ رہے گی غلط تاویلات اور غلط ترجموں اور تحریف کی نشاندہی کی جاسکے گی۔ اور تحریف سے قرآن پاک محفوظ رہے گا۔

تزکیۂ نفس اور قرآن پر عمل کے خلاف شیطان کی کوششیں

اسی طرح قرآن پر عمل نہ کرنے کے کئی طریقے شیطان اور اس کی ذریت استعمال کرتی ہے۔ مثلاً یہ کہ سود اور حرام اگر چھوڑ دیں تو آمدنی ختم ہو جائے گی، کھاؤ گے کہاں سے اجائیداد کہاں سے خریدو گے۔ ظلم نہ کرو گے تو زندگی تکلیف سے گذرے گی وغیرہ۔ یہ تزکیہ نفس کے خلاف شیطان کی کوشش ہے۔ اسی طرح قرآن کے مطالب و معانی یعنی تعلیم کتاب سے محرومی کیلئے شیطان ساعی رہتا ہے۔ ان سب وساوس اور کوششوں کا نتیجہ روح کی موت ہے۔ کہ جب روح کا روح فنا ہو جائے تو یہی روح تباہی اور ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اور جب روح مرا اور جسم مرگیا تو پھر آپ کے لئے خارج میں تمام کائنات کا وجود بیکار ہوگا۔ صحابہ کرام جہاد میں بہت قلیل ہو کر بھی فتوحات حاصل کرتے۔ امام غزالیؒ نے اس کی وجہ بیان فرمائی کہ جب اسلحہ صحیح طور پر استعمال ہو تو کامیابی ہوتی ہے اور یہ تب ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں میں قوت ہو اور طاقت تب آتی ہے کہ روح زندہ ہو ان کی روح زندہ تھی تو اعضاء مضبوط اور طاقتور تھے اور فتح بھی ہر جگہ نصیب ہوئی۔ منافق کا روح کھوکھلا ہوتا ہے۔ اس کا روح متذبذب اور ایمان سے مطمئن نہیں ہے۔ مقصد کے بارہ میں اسے شک و تردد ہوتا ہے۔ تو دشمن کا مقابلہ کس طرح کر سکے گا۔ غرض قرآن مجید کے آخر میں ان دو سورتوں کے ذریعہ شیطان کے ان تمام ہتھکنڈوں سے بچاؤ کی صورت بتلائی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے مطالب پڑھنے کی توفیق دی تو اب اس کی برکات کی حفاظت ان دو سورتوں کے ذریعہ ہو سکے گی

خدمتِ قرآن کا مقام

یہ جو آپ کو خدا نے قرآن مجید کی تلاوت اور درس پڑھنے کا موقعہ دیا۔ تو یہ اس کا بہت ہی بڑا فضل و احسان ہے جہاں قرآن کی تعلیم ہو تو وہاں سے روشنی اٹھ کر عرش تک پہنچتی ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ نے تیس سال تک قرآن مجید کا درس دیا اور ایک ہی جگہ بیٹھ کر ترجمۂ قرآن مکمل فرمایا۔ اسی زمانے میں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی بھی تھے، جب حضرت شاہ صاحبؒ کا انتقال ہوا تو شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ نے فرمایا کہ قبر میں ان کے تدفین کے وقت چودہ میل اردگرد عذابِ قبر اٹھوایا گیا۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ ایک مہمان کی خاطر پنکھا جھلا جاتا ہے مگر فائدہ اوروں کو بھی پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے عام قبرستان میں تدفین کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ کہ ممکن ہے کوئی صالح تالیِ قرآن اور عالم اس میں دفن ہو تو اس کی وجہ سے سب کو فائدہ پہنچ جائے۔ مسجد یا گھر یا کسی الگ جگہ میں قبر بنانے میں دیگر مفاسد کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ دعا کا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ غرض یہ بھی برکتِ قرآن مجید کی تفسیر اور ترجمہ لکھنے کی۔ ہمارے استاذ الاستاذ حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا سے واپس آکر فرمایا۔ کہ اللہ کے دربار میں پیشی کے وقت جب خدمتِ دین کے بارے میں مجھ سے سوال ہوگا تو میں ترجمۂ قرآن پیش کر دوں گا کہ میں نے حضرت شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ با محاورہ کر دیا ہے۔ شیخ نے فرمایا میں نے زندگی بھر نیکی نہیں کی صرف یہ ترجمہ ہے جس کے ذریعہ مجھے نجات کی امید ہے۔ حالانکہ زندگی بھر جہاد میں مشغول رہے۔ مشقتیں جھیلیں زندگی جیلوں میں گذاری تختۂ دار پر چڑھائے گئے۔ درسِ حدیث تمام عمر دیتے رہے۔ ان سب چیزوں کو یاد نہیں فرمایا۔ صرف قرآن کی اس خدمت کا ذکر فرمایا۔ تو اہل علم اور عارفین سمجھتے ہیں کہ خدمتِ قرآن کا کتنا اونچا مقام ہے۔

تمہاری اس تلاوت اور اس درس کا اثر تمام روئے زمین کے مسلمانوں تک پہنچتا ہے۔ کہ دنیا میں اب بھی زندگی کے کچھ آثار ہیں۔ فنا رکاملہ نہیں آتی کیونکہ اللہ اللہ کہنے سے اس کائنات کی بقا ر ہے۔ اور اسکی برکت سے کافر بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب مختصراً ان سورتوں کی جنہیں معوذتین کہا جاتا ہے۔ تشریح کی جاتی ہے۔ رب الفلق۔ (جو رب ہے فلق کا) فلق کہتے ہیں پو پھٹنے کے وقت کو جس طرح صبح کے وقت رات کی عظیم تاریکی منٹوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہ صرف اسی قادر ذات مالک السموٰات والارض کی قدرت ہے اسی طرح قرآن کی روشنی سے کفر و ضلالت کی تاریکیاں خدا نے ہٹا دیں۔ فلق کا معنی ہے پھٹنا۔ تو اللہ وہ ذات ہے جس نے یہ تمام سبزیاں، پھل، پھول اگائے اور زمین ان کے لئے پھٹ گئی۔ من شر ما خلق تمام مخلوقات کی شر سے خواہ وہ ظاہری امراض

ہوں یا باطنی جس کا تفصیلاً بیان ہو چکا ہے۔ یہ سورتیں جادو و نظر بد وغیرہ سے تعوذ کے لئے بھی اکسیر ہیں۔ صرف ایمان کی قوت اور عقیدہ کی پختگی کی بات ہے۔ من شر غاسق اذا وقب۔ اور بدی سے اندھیری کی جب سمٹ آئے (یعنی رات) اس وقت چور ڈاکو دشمن فساق فجار اور تمام مضر اشیاء کے مشاغل بڑھ جاتے ہیں۔ رات ہر فتنہ کی آماجگاہ ہے۔ گناہوں کا ارتکاب اس میں ہوتا ہے۔

قل اعوذ برب الناس۔ پناہ مانگتا ہوں تمام بنی نوع انسان کے رب کے ساتھ۔ رب العالمین نہیں فرمایا۔ گو اس کی ربوبیت تمام عالم کے لئے ہے۔ مگر جتنا ظہور ربوبیت انسان میں ہے، دوسری مخلوق میں نہیں یہ تمام کائنات انسان کی تربیت میں لگادی۔ جب بندہ سوچے کہ میں مربوب ہوں، مخلوق ہوں، خود بخود نہیں آیا۔ ہر سیکنڈ اور ہر لحظہ میری تربیت ہو رہی ہے تو اس تصور سے شیطانی وساوس ہٹ جاویں گے۔ ایک مومن اپنی تربیت کا لحاظ کرتے ہوئے ربوبیت خداوندی کو جان کر ایمان لے آتا ہے۔ اور تربیت کو خدا کی پہچان کا ذریعہ بناتا ہے۔ اور یقین کر لیتا ہے۔ کہ جب میں مربوب ہوں تو میرا رب ضرور ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ غرض اللہ نے اس ایک جملہ میں ہمیں تعلیم دی کہ رب کو پہچانو اور اس طرح شیطانی وساوس کو نکال دو۔ عقلمند وہ ہے جو ان نشانیوں کو خدا کی پہچان کا ذریعہ بنادے ـــــ

ایک اعرابی کو شیطان نے پھسلانا چاہا۔ کہ تمہارا خدا کہاں ہے کہ تم اس پر ایمان لائے ہو۔ تو اعرابی نے اسے لاٹھی مار کر کہا کہ البعرۃ تدل علی البعیر والاقدام علی المسیر فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج کیف لاتدل علی اللطیف الخبیر؟ کہ مینگنی تو اونٹ پر دلالت کرے اور نقش پا چلنے والے کے قدموں پر۔ تو اتنی بڑی کائنات اپنے خالق لطیف و خبیر کے وجود پر دلالت نہ کرے۔ مالک الناس جو بادشاہ ہے لوگوں کا۔ ہماری زندگی چاند سورج غرض عرش سے فرش تک تمام اشیاء پر موقوف ہے۔ یہ فصلیں، غلے، اور سبزیاں، چاند سورج اور بارشوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ غرض کائنات کا ہر ہر ذرہ انسان کے نشو و نما اور ترقی میں لگا ہے۔ اور کما حقہٗ تربیت ہو رہی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ عرش سے فرش تک سب کچھ اللہ کے کنٹرول اور قبضے میں ہے۔ اگر کوئی چیز بھی اسکی حکومت سے باہر ہو تو انسان کی تربیت بھی نہ ہو ـــ مگر جب تربیت محسوس ہے اور یقینی ہے اور اس تربیت میں کل کائنات کو دخل ہے تو کل کائنات پر اسکی سلطنت بھی یقینی ہے۔ چور، ڈاکو اور ابلیس اور تمام سرکش طاقتوں کی رپورٹ اور اس سے حفاظت بذریعہ حکومت کی جاتی ہے۔ اب جب وہ رب ہے اور مالک ہے اور ملک ہے اور دشمن خناس کے شر سے محفوظیت دینے والا بھی وہ ہے۔ تو ہم بھی اسی کی پناہ میں آئے۔

اطاعت وتابعداری یا تو احسان اور نفع کی امید میں کی جاتی ہے یا دفع مضرت وشر کے خیال سے۔ مثلاً ماں باپ کی تابعداری احسان کی وجہ سے اور حاکم وغیرہ کی ڈر کی وجہ سے۔ ایک جلبِ منفعت ہے دوسرا دفع مضرت جس میں ایک بھی پایا جائے تو اسکی تابعداری کی جاتی ہے۔ اور خدا میں یہ دونوں چیزیں ثابت ہیں کہ رب بھی وہی ہے۔ یعنی تمام خیر و نفع کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے۔ اور ملک بھی وہی ہے۔ تمام کائنات کی حکومت اسی کے ہاتھ ہے تو اب پیشانی بھی صرف اسی کی طرف جھکنی چاہئے۔ الٰہ الناس۔ کہ اب معبود بھی وہی ہے۔ کہ جو مربیٔ عالم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ تو بندگی بھی اسی کی زیبا ہے۔ من شر الوسواس الخناس۔ وساوس ڈالنے والوں کے شر سے مجھے بچاوے۔ الخناس جو وسوسہ ڈال کر چھپ جاتا ہے ــــ

حدیث میں آیا ہے۔ کہ شیطان کے وسوسوں سے اللہ کے ذکر کے ذریعہ پناہ لیا کرو۔ لاحول الخ پڑھ لیا کرو یا اعوذ باللہ الخ پڑھ لو تو یہ بھاگ اٹھتا ہے۔ من الجنۃ والناس۔ خواہ یہ مخلوق جنات میں سے ہو یا انسانوں میں ابلیس ہوں یا اس کے اتباع ریسرچ اور تحقیق کے نام پر ہوں یا اور کسی اسلامی آڑ میں مسلمانوں کے لئے مارِ آستین ہوں۔ اور دین سے لوگوں کو ہٹانے کی کوشش کریں ــــ اس سے اللہ ہمیں بچائے اور اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے۔ ان دو سورتوں کو خوف کے وقت اور سوتے وقت پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک دیں اور دونوں ہاتھ اپنے بدن پر پھیر دیں انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی۔ اور اس سورت کے مفہوم کو ملحوظ رکھیں تو شیطان کے وسوسوں کا دفع ہوتا رہے گا۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: احوال وکوائف دارالعلوم درسِ قرآن مجید کا افتتاحی درس دیا جس کا آغاز تین سال قبل مولانا فضلِ قدوس صاحب نے فرمایا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث کا عالمانہ درسِ قرآن شریک اشاعت ہے۔ نمازِ مغرب کے بعد مولانا حبیب اللہ صاحب مہتمم مدرسہ نے آپ سے جامعہ اسلامیہ تنگی کا معائنہ کرایا عشاء کے بعد ایک بہت بڑے جلسۂ عام میں آپ نے "حقیقی ترقی کیا ہے؟" کے موضوع پر ڈھائی گھنٹہ تک تقریر کی۔ ۱۶ مئی جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو آپ نے انجمن خدام الدین نوشہرہ کے جلسہ کی پہلی نشست میں افتتاحی اور صدارتی خطاب فرمایا جس میں قرآن مجید کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا لاہوریؒ اور ان کی انجمن خدام الدین کی عظیم خدمات کا تفصیلی ذکر فرمایا اور اس ضمن میں فضائل قرآن مجید اور خدمت قرآن کے مقام اور قرآنی تعلیم عام کرنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انجمن خدام الدین نوشہرہ کا اجلاس تین دن تک جاری رہا۔ اور مذکورۃ الصدر علماء کے علاوہ مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا محمد علی جالندھری۔ مولانا قاضی زاہد الحسینی اور شاعرِ حریت سید امین گیلانی وغیرہ نے بھی اس میں شرکت کی۔